میرے بابا کا منبر!

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

أَتَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقُلْتُ : انْزِلْ عَنْ مِنْبَرِ أَبِي إِلٰى مِنْبَرِ أَبِيكَ، فَقَالَ عُمَرُ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ : إِنَّ أَبِي لَمْ يَكُنْ لَهٗ مِنْبَرٌ، ثُمَّ أَخَذَنِي فَأَجْلَسَنِي مَعَهٗ، فَلَمَّا نَزَلَ، نَزَلَ بِي مَعَهٗ إِلٰى مَنْزِلِهٖ، فَقَالَ : يَا بُنَيَّ : اجْعَلْ تَغْشَانَا، اجْعَلْ تَأْتِينَا، فَجِئْتُ يَوْمًا وَهُوَ خَالٍ بِمُعَاوِيَةَ، فَجَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ، فَرَجَعَ، فَرَجَعْتُ، فَلَقِيَنِي، فَقَالَ : مَا لِي لَمْ أَرَكَ؟ فَقُلْتُ : قَدْ جِئْتُ وَكُنْتَ خَالِيًا بِمُعَاوِيَةَ، وَابْنُ عُمَرَ عَلَى الْبَابِ، فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ، فَقَالَ : أَنْتَ أَحَقُّ بِالْإِذْنِ مِنَ ابْنِ عُمَرَ .

إِنَّمَا أَنْبَتَ مَا تَرٰى فِي رَأْسِي مِنَ الشَّعْرِ اللّٰهُ ثُمَّ أَنْتُمْ .

”میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، آپ رضی اللہ عنہ منبر پر تھے، میں

نے کہا: میرے بابا کے منبر سے نیچے اتریے اور اپنے والد کے منبر پر چڑھیے، تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے والد کا کوئی منبر نہیں ہے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے پکڑا اور اپنے ساتھ (منبر پر) بٹھا لیا۔ جب منبر سے نیچے اترے، تو مجھے اپنے ساتھ گھر لے گئے اور فرمایا: بیٹا! کھانے کی دعوت پر ہمارے گھر تشریف لائیے گا۔ پھر میں (حسین رضی اللہ عنہ) ایک دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، آپ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ محو گفتگو تھے، اتنے میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آئے اور مجلس میں آنے کی اجازت مانگی، لیکن انہیں اجازت نہ ملی، وہ واپس لوٹ گئے، تو میں بھی واپس لوٹ آیا۔ تو (بعد میں) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی، پوچھا: آپ کیوں نہ آئے؟ میں نے عرض کیا: میں آیا تھا، لیکن آپ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے محو کلام تھے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (اجازت نہ ملنے کی بنا پر) دروازے پر کھڑے تھے، وہ واپس لوٹے تو میں بھی واپس آ گیا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کو عبد اللہ بن عمر کی طرح اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ اہل بیت کے ذریعے ہی ہدایت اور سرفرازی عطا کی ہے۔''

(تاريخ العجلي، ص 119، تاريخ واسط للإمام بحشل، ص 203، تاريخ المدينة لابن شبة : 799/3، تاريخ بغداد : 141/1، تاريخ ابن عساكر : 175/14، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (سیر اعلام النبلاء: ۳/ ۲۸۵) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (الاصابۃ :

۱/۳۳۳) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

فائدہ: اس طرح کی روایت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے بھی آتی ہے۔

(طبقات ابن سعد : 374/6، تاریخ ابن عساکر : 307/30)

لیکن اس کی سند ثابت نہیں ہے۔

تبصرہ:

اس روایت میں اہل بیت خصوصا سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی فضیلت بیان ہوئی ہے، نیز یہ ثبوت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اہل بیت کی تکریم کرتے تھے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کھانے کی دعوت بھی دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تو اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اہل بیت کے ذریعے عزت وعظمت اور ہدایت سے نوازا ہے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے یہ بات اس وقت کی تھی، جب آپ رضی اللہ عنہ بچے تھے، اسی لیے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے از روئے شفقت پوچھا کہ آپ کو یہ بات کس نے سکھائی کہ یہ منبر آپ کے نانا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے؟ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کسی نے بھی نہیں۔ جیسا کہ دیگر روایتوں کے الفاظ ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً میرے باپ دادا کا کوئی منبر نہیں ہے، یہ واقعی آپ کے نانا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر ہے۔

پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انتہائی والہانہ انداز انہیں اپنے ساتھ منبر پر بٹھا لیا، بعد میں اپنے گھر لے گئے اور کھانے کی دعوت دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے یہ بھی فرمایا کہ آپ کو میری مجلس میں آنے کے لیے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں، بلکہ یوں فرمایا کہ میری مجلس میں آنے کا اتنا حق میرے بیٹے عبداللہ کا نہیں ہے،

جتنا آپ کا ہے، واہ کیا عقیدت ہے!

لیکن افسوس ان لوگوں پر! جو اس روایت سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مابین اختلاف اور نفرت کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ تو سیدنا عمر و سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کے مابین انتہائی قرابت اور محبت کی دلیل ہے۔

لہٰذا اس روایت سے کسی طرح بھی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یا سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی تنقیص ثابت نہیں ہوتی۔